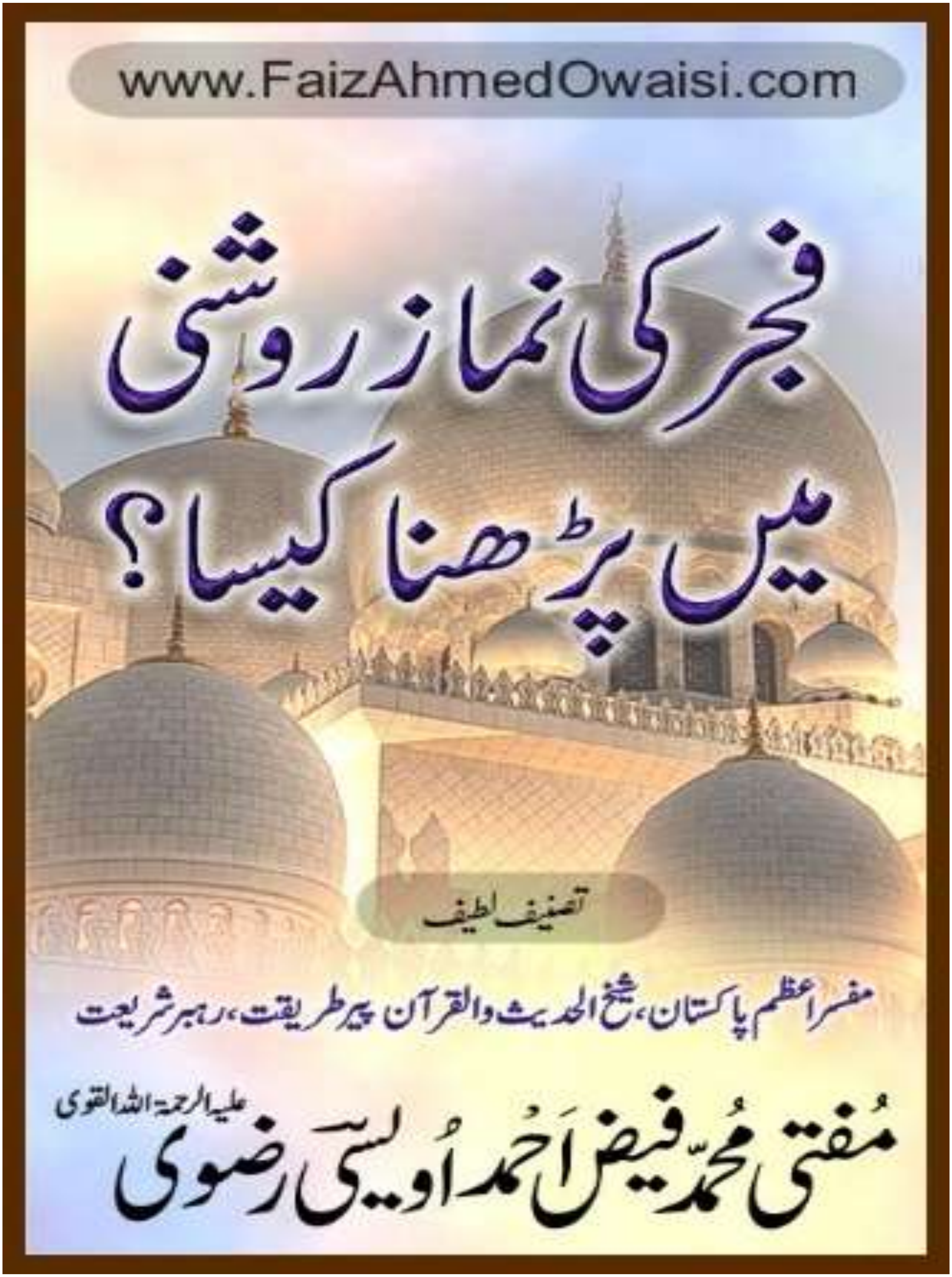

www.FaizAhmedOwaisi.com
فجر کی نماز روشنی
میں پڑھنا کیسا؟
تصنیف لطیف
مفسر اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن پیر طریقت، رہبر شریعت
علیہ الرحمۃ اللہ القوی
مُفتی مُحمّد فیض احمد اُویسی رضوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ

فجر کی نماز روشنی میں پڑھنا کیسا؟

از

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملّت، مُفسرِاعظم پاکستان،خلیفہ مفتی اعظم ہند

حضرت علامہ ابو الصالح مفتی **محمد فیض احمد اُویسی رضوی** محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہ

نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تا کہ اُس غلطی کی تصحیح کرلی جائے ۔(شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

عرضِ ناشر

حدیث پاک میں ہے: ”جس نے میری سنت پر عمل کیا وہ کل بروزِ قیامت میرے ساتھ جنت میں داخل ہو گا“۔ [1]

سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سنتوں میں سے ایک سنت یہ بھی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نمازِ فجر روشنی میں ادا فرماتے یعنی صبح صادق سے بہت دیر بعد نماز ادا فرماتے۔ اگرچہ بوقتِ ضرورت نمازِ فجر اندھیرے میں پڑھ لینا بھی جائز ودُرست ہے مگر زیادہ ثواب اور افضیلت یہی ہے کہ نمازِ فجر کھلی روشنی میں ادا کی جائے۔ مگر کیا علاج غیر مقلدین کا کہ اُن کے نزدیک نمازِ فجر اندھیرے میں پڑھنا زیادہ ثواب ہے۔ اس رسالے میں حضرت علامہ مولانا حافظ ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی مدظلہ العالی نے غیر مقلدین کے اعتراضات کے جوابات اور فجر کی نماز روشنی میں پڑھنے کے دلائل احادیثِ مبارکہ سے ثابت کئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو دین کی صحیح سمجھ اور سرکارِ عالی وقار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

سگِ عطار واُویسی

محمد کاشف اشرف عطاری

---

[1] عربی متن یہ ہے: ”من سنتي ومن أحيا سنتي فقد أحبني ومن أحبني كان معي في الجنة“

(سنن الترمذي، كتاب العلم، باب ما جاء في الأخذ بالسنة واجتناب البدع، 5/45، حديث 2678، دار الكتب العلمية)

باب 1

غیر مقلدین کے نزدیک صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھنا زیادہ ثواب ہے اور حنفیوں کے نزدیک روشنی اچھی طرح پھیلنے پر زیادہ ثواب ہے۔ کم از کم آدھا گھنٹہ طلوعِ شمس سے پہلے جماعت کی جائے۔ ہم احناف کے دلائل پہلے عرض کرتے ہیں پھر غیر مقلدین کے اعتراضات کے جوابات عرض کریں گے۔ انشاءاللہ

(1) وَعَنْ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَاةً إِلَّا لِمِيقَاتِهَا، إِلَّا صَلَاتَيْنِ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ، وَصَلَّى الْفَجْرَ يَوْمَءِذٍ قَبْلَ مِيقَاتِهَا (رواه مسلم فی صحیحه فی کتاب الحج ورواه البخاری)[2]

یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نبی اکرم ﷺ کے متعلق فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو تمام نمازوں کو اپنے وقت میں پڑھتا دیکھا ہے صرف مغرب اور عشاء کو مزدلفہ میں جمع کیا اور اسی دن صبح کی نماز اندھیرے میں ادا فرمائی۔

فائدہ: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز کو اندھیرے میں ادا کرنے کو نبی اکرم ﷺ کی خلافِ عادت بیان فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ فجر کی نماز اندھیرے میں ادا کرنا نبی اکرم ﷺ کی سنت کے خلاف ہے۔ چنانچہ امام مسلم کی صحیح مسلم کی شرح میں امام نووی لکھتے ہیں:

وَفِي هَذِهِ الرِّوَايَاتِ كُلِّهَا حُجَّةٌ لِأَبِي حَنِيفَةَ فِي اسْتِحْبَابِ الصَّلَاةِ فِي آخِرِ الْوَقْتِ فِي غَيْرِ هَذَا الْيَوْمِ[3]

یعنی ان روایات سے ثابت ہوا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا نمازوں کو آخر وقت میں پڑھنا۔

سوائے مزدلفہ میں حج کے ایام میں مستحب ہے اور ان کا استدلال ان احادیث سے حق ہے۔

فائدہ: اس سے واضح ہوا کہ حضور ﷺ ہمیشہ فجر کی نماز خوب روشنی میں پڑھتے تھے ورنہ مزدلفہ میں خلافِ عادت کا کیا معنی اور یہ بھی نہیں کہ آپ ﷺ نے اصلی وقت سے پہلے پڑھ لی ہو یہ تو صرف مزدلفہ میں مغرب وعشاء کو یکجا پڑھنے کا حکم ہے اور بس۔

(2) امام نسائی اپنی صحیح میں حدیث روایت کرتے ہیں کہ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَسْفِرُوا بِالصُّبْحِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ[4]

---

[2] (صحیح البخاری، کتاب الحج، بَابٌ: مَتَى يُصَلِّي الفَجْرَ بِجَمْعٍ، 661/2، حدیث1682، دار طوق النجاۃ)
(صحیح مسلم، کتاب الحج، بَابُ اسْتِحْبَابِ زِيَادَةِ التَّغْلِيسِ بِصَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ النَّحْرِ الخ، 938/2، حدیث1289، دار احیاء التراث العربی، بیروت)
(مشکاۃ المصابیح، کتاب المناسک، باب الدفع من عرفة والمزدلفة، الفصل لاول، 208/2، حدیث2608، مکتب الاسلامی بیروت)

[3] (شرح النووی علی المسلم، کتاب الحج، بَابُ اسْتِحْبَابِ زِيَادَةِ التَّغْلِيسِ بِ صَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ النَّحْرِ، 37/9، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

یعنی رسولِ پاک ﷺ نے فرمایا جہاں تک ہو سکے تم صبح کی نماز خاص روشنی میں پڑھا کرو کیونکہ روشنی میں ادا کرنے میں بہت زیادہ ثواب ہے۔ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا استدلال حق ہے اور یہی مسلکِ احادیث کا ترجمان ہے دیکھئے اندھیرے میں صبح کی نماز پڑھ لینے کا اجر و ثواب زیادہ ہے۔

فائدہ: سیدنا امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان کردہ حدی میں بھی حرج نہیں لیکن کام وہ اچھا جس سے اجر و ثواب زیادہ ہو اور وہ صبح کی نماز کو روشنی میں ادا کرنے میں ہے۔ چنانچہ حدیث میں ارشاد سے ثابت ہوا اور اس حدیث شریف کی اسناد بھی صحیح ہیں۔ چنانچہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی سندیوں بیان فرمائی،

اخبرنا ابراهيم بن يعقوب حدثنا ابن ابي مريم ،اخبرنا ابو غسان حدثني زيد بن اسلم ،عن عاصم بن عمر بن قتادہ عن محمود بن لبيد عن رجال من قومه من الانصار ان رسول الله ﷺ الخ۔

ان راویوں میں مُدَلِّس [5] کوئی بھی نہیں سب کے سب ثِقَہ [6] اور معتبر راوی ہیں کیونکہ ابراہیم بن یعقوب ثقہ اور حافظ اور گیارہویں طبقہ سے ہیں اور ابن ابی مریم یعنی سعید بن الحکم مصری بھی ثقہ ثبت اور فقیہ دسویں طبقہ میں اور اکابر محدثین سے ہیں۔ اس طرح ابو غسان یعنی محمد بن مطرف مدنی ثقہ اور محدثین طبقہ سے ہیں اور زید بن اسلم مدنی تھے فقیہ عالم اور مرسل اور طبقہ ثالثہ حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ بھی مدنی اور ثقہ اور حفازی کے بڑے عالم اور طبقہ رابعہ سے شمار ہوتے اور محمود بن لبید بھی مدنی صحابی تھے اور صغیر کذا فی التقریب پھر اس حدیث کی روایت کو یہ شرف حاصل ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے،

(3) عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَسْفِرُوا بِالْفَجْرِ، فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلأَجْرِ (رواہ الترمذی) [7]

یعنی رافع بن خدیج سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ صبح کی نماز روشنی میں پڑھو کیونکہ اس میں بہت بڑا ثواب ہے۔

وقال هذا حديث صحيح ورواه ابو داؤد، نسائی وابن ماجه و بيهقي وطبرانی وابن حبان وابوداؤد طيالسی بالفاظ مختلفه۔

فائدہ: جس عمل کے لئے خود حضور ﷺ فرمائیں کہ اس میں بہت بڑا ثواب ہے پھر ہم کون لگتے ہیں اگر مگر کرنے والے والہٰذا ایک عاشقِ رسول اور کلمہ گو کے لئے تو اپنے نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہی کافی ہے۔ امام ترمذی اس روایت کو نقل کرکے آخر میں لکھتے

---

[4] (السنن الكبرى للنسائی، كتاب قيام الليل وتطوع النهار، الْإِسْفَارُ بِالصُّبْحِ، 208/2، حديث1543، مؤسسة الرسالة، بيروت)

[5] وہ راوی جس نے سلسلۂ روایت میں اپنے شیخ کا نام چھوڑ دیا ہو۔

[6] وہ راوی جو علم رجال کے مقررہ اصول و ضوابط کی رو سے قابل اعتماد ہو۔

[7] (سنن الترمذی، أَبْوَابُ الصَّلَاةِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَابُ مَا جَاءَ فِي الإِسْفَارِ بِالفَجْرِ، 223/1، حديث154، دار الغرب الاسلامی بيروت)

ہیں: وَفِي البَابِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ، وَجَابِرٍ، وَبِلاَلٍ. حَدِيْثُ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. وَقَدْ رَأَى غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالتَّابِعِيْنَ: الإِسْفَارَ بِصَلاَةِ الفَجْرِ. وَبِهِ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ [8]

یعنی اس بارے میں حضرت ابو برزہ و جابر و بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مروی ہے اور مذکور حدیث رافع بن خدیج کی حدیث حسن صحیح ہے۔ صبح کی نماز روشنی میں ادا کرنا اہل علم، صحابہ کرام اور تابعین کا مذہب ہے اور یہی قول سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور یہی ہمارا مذہب (حنفیوں) کا ہے۔

(4) ابو داؤد طیالسی، ابن ابی شیبہ، اسحاق ابن راہویہ، طبرانی نے معجم میں حضرت رافع بن خدیج سے روایت کی،

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ: "يَا بِلَالُ نَوِّرْ بِصَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى يُبْصِرَ الْقَوْمُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِمْ مِنَ الْإِسْفَارِ [9]

یعنی فرماتے ہیں کہ حکم دیا حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو، فرمایا: اے بلال نماز صبح میں اُوجیالا (اُجالے میں ادا) کرلیا کرو یہاں تک کہ لوگ اُوجیالے (اُجالے) کی وجہ سے اپنے پھینکے ہوئے تیر گرنے کی جگہ دیکھ لیا کرے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نمازِ فجر ایسے وقت پڑھنے کا حکم دیا جبکہ تیر انداز اپنے تیر گرنے کی جگہ کا مشاہدہ کرسکے اور یہ تب ہی ہوسکتاہے جب خوب روشنی ہو۔

(5) دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ من نور بِالْفَجْرِ نور اللّٰه عز وَجل فِي قَبره وَقَبله وقبلت صلَاته۔ [10]

یعنی فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جو نمازِ فجر روشنی میں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی قبر اور دل میں روشنی کرے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اس کی نماز میں روشنی کرے۔

(6) طبرانی نے اوسط میں اور بزار نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی،

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم: لا تزال أمتي على الفطرة ما أسفروا بصلاة الفجر۔ [11]

---

8) (سنن الترمذی، أَبْوَابُ الصَّلاَةِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَابُ مَا جَاءَ فِي الإِسْفَارِ بِالفَجْرِ، 223/1، حدیث154، دار الغرب الاسلامی بیروت)

9) مصنف علیہ الرحمۃ کی دی ہوئی عبارت نصب الرایۃ میں موجود ہے۔ نصب الرایہ میں ہی ذکر کی گئی ساری کُتب کے حوالے ہیں۔

(نصب الراية، كتاب الصلاة، باب المواقيت، 238/1، مؤسسة الريان للطباعة و النشر، بيروت لبنان)

(مسند آبي داود الطيالسی، احاديث ابی موسی الاشعری رحمه اللّٰه، وما اسند عن رافع بن خديج، 2/ 266، حديث1003، دار هجر مصر)

(مسند ابن ابی شيبة، ما رواه رافع بن خديج رضی اللّٰه عنه، 78/1، حديث83، دار الوطن الرياض)

(مسائل الامام احمد و اسحاق بن راهويه، مسائل شتی، 4829/9، عمادة البحث العلمی، الجامعه السلامية بالمدينة المنوره)

(المعجم الكبير للطبرانی، باب الراء، هرير بن عبد الرحمن بن رافع بن خديج، 227/4، حديث4414، مكتبة ابنتيمية القاهرة)

10) (الفردوس بمآثور الخطاب للديلمی، باب الميم، 520/3، حديث5622، دار الكتب العلمية بيروت)

یعنی فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میری امت دینِ فطرت پر رہے گی جب تک کہ نمازِ فجر اُوجیالے (اُجالے) میں پڑھے۔

(7) طحاوی، بخاری، مسلم، ابوداوَد، نسائی، ابن ماجہ نے بالفاظ ِ مختلفہ حضرت سیار ابن سلامہ سے روایت کی:

قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِي عَلَى أَبِي بَرْزَةَ فَسَأَلَهُ أَبِي عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ, فَقَالَ: كَانَ يَنْصَرِفُ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَالرَّجُلُ يَعْرِفُ وَجْهَ جَلِيْسِهِ, وَكَانَ يَقْرَأُ فِيهَا بِالسِّتِّيْنَ إِلَى الْمِاءَةِ[12]

یعنی میں اپنے والد کے ساتھ حضرت ابوبرزہ صحابی کے پاس گیا۔ میرے والد اُن سے حضور ﷺ کی نماز کے متعلق پوچھتے تھے انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ نمازِ صبح سے اُس وقت فارغ ہوتے تھے۔ جب ہر شخص اپنے ساتھی کا چہرہ پہچان لیتا تھا حالانکہ حضوراکرم ﷺ ساٹھ سے سو آیتوں تک پڑھتے تھے۔

(8) طحاوی شریف نے حضرت عبدالرحمن ابن یزید سے روایت کی:

قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَكَانَ يُسْفِرُ بِصَلَاةِ الصُّبْحِ۔ [13]

یعنی فرماتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھتے تھے آپ خوب اُجیالے(اُجالے) میں نماز پڑھتے تھے۔

(9) بیہقی نے سنن کبریٰ میں ابوعثمان نہدی سے روایت کی:

قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْفَجْرَ فَمَا سَلَّمَ حَتَّى ظَنَّ الرِّجَالُ ذَوُو الْعُقُولِ أَنَّ الشَّمْسَ قَدْ طَلَعَتْ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَالُوا: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ كَادَتِ الشَّمْسُ تَطْلُعُ قَالَ: فَتَكَلَّمَ بِشَيْءٍ لَمْ أَفْهَمْهُ فَقُلْتُ: أَيَّ شَيْءٍ قَالَ: فَقَالُوا: قَالَ: "لَوْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ لَمْ تَجِدْنَا غَافِلِيْنَ"۔ [14]

---

[11] (مسند البزار، مسند ابی حمزۃ انس بن مالک، 225/15، حدیث8648، مکتبۃ العلوم والحکم المدینۃ المنورۃ)
(المعجم الاوسط للطبرانی، باب السین، من اسمہ سعید، 64/4، رقم الحدیث3618، دارالحرمین القاھرۃ)

[12] مصنف علیہ الرحمۃ کی دی ہوئی عبارت علامہ طحاوی کی شرح معانی الآثار میں موجود ہے۔
(شرح معانی الآثار، كِتَابُ الصَّلَاةِ، بَابُ الْوَقْتِ الَّذِي يُصَلَّى فِيهِ الْفَجْرُ أَيُّ وَقْتٍ هُوَ؟، 178/1، حدیث1065، عالم الکتب)
(صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب وقت العصر، 114.115/1، حدیث527، دار طوق النجاۃ)
(صحیح مسلم، كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ، بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّبْكِيْرِ بِالصُّبْحِ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا، 447/1، حدیث647، داراحیاء التراث العربی بیروت)
(سنن أبي داود، كِتَابُ الصَّلَاةِ، بَابٌ فِي وَقْتِ صَلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَيْفَ كَانَ يُصَلِّيهَا، 109.110/1، حدیث398، المکتبۃ العصریۃ، صیدا بیروت)
(سنن النسائی، كِتَابُ الْمَوَاقِيْتِ، بَابُ أَوَّلُ وَقْتِ الظُّهْرِ، 495/1، حدیث۵۹۳، مکتب المطبوعات الاسلامیۃ حلب)

[13] (شرح معانی الآثار، كِتَابُ الصَّلَاةِ، بَابُ الْوَقْتِ الَّذِي يُصَلَّى فِيهِ الْفَجْرُ أَيُّ وَقْتٍ هُوَ؟، 182/1، حدیث1094، عالم الکتب)

[14] (سنن الکبریٰ للبیہقی، كِتَابُ الصَّلَاةِ، جُمَّاعُ أَبْوَابِ الْمَوَاقِيْتِ، بَابُ الدَّلِيْلِ عَلَى أَنَّهَا لَا تَبْطُلُ بِطُلُوعِ الشَّمْسِ فِيهَا، 558/1، حدیث1780، دارالکتب العلمیۃ، بیروت لبنان)

یعنی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نمازِ فجر پڑھی تو آپ نے نہ سلام پھیرا یہاں تک کہ سمجھدار لوگوں نے سمجھا کہ سورج نکل آیا جب آپ نے سلام پھیرا تو لوگوں نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین سورج نکلنے والا ہے۔ آپ نے کچھ فرمایا جو میں سمجھ نہ سکا میں نے لوگوں سے پوچھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا فرمایا لوگوں نے بتایا کہ یہ فرمایا اگر سورج نکل آتا تو ہم کو غافل نہ پاتا۔

(11) بیہقی نے سنن کبریٰ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی،

قَالَ: "صَلَّى بِنَا أَبُو بَكْرٍ صَلَاةَ الصُّبْحِ فَقَرَأَ آلَ عِمْرَانَ فَقَالُوا: كَادَتِ الشَّمْسُ تَطْلُعُقَالَ: "لَوْ طَلَعَتْ لَمْ تَجِدْنَا غَافِلِيْنَ"۔ [15]

یعنی فرماتے ہیں کہ ہم کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نمازِ فجر پڑھائی اس میں سورۂ آل عمران پڑھی۔ لوگوں نے کہا کہ سورج نکلنے کے قریب ہے۔آپ نے فرمایا کہ اگر نکل آتاتو ہم کو غافل نہ پاتا۔

(12) طحاوی اور ملاخسرو محدث نے اپنی مسند میں امام اعظم ابو حنیفہ سے انہوں نے حماد سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے روایت کی،

قَالَ: مَا أَجْمَعَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَيْءٍ مَا أَجْمَعُوا عَلَى التَّنْوِيْرِ بِالْفَجْرِ قال الطحاوی: اجْتِمَاعُهُمْ عَلَى خِلَافِ مَا قَدْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ [16]

یعنی فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے صحابہ کسی مسئلہ پر ایسے متفق نہ ہوئے جیسے نمازِ فجر کی روشنی پر متفق ہوئے۔ امام طحاوی فرماتے ہیں کہ یہ ناممکن ہے کہ صحابہ کرام حضوراکرم ﷺ کے خلاف عمل پر متفق ہوجائیں۔

فائدہ: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق وعمرفاروق رضی اللہ عنہم خوب اُوجیالے میں نمازِ فجر پڑھتے تھے حتیٰ کہ لوگوں کو سورج نکل آنے کا شبہ ہوجاتاتھا اور صحابہ کرام کا متفقہ عمل اس پر تھا کہ نمازِ فجر خوب روشنی میں پڑھی جائے۔

(13) طحاوی شریف نے حضرت علی ابن ربیعہ سے روایت کی، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: يَا قَنْبَرُ أَسْفِرْ أَسْفِرْ۔ [17]

---

[15] (سنن الکبریٰ للبیهقی، کِتَابُ الصَّلَاةِ، جُمَّاعُ أَبْوَابِ الْمَوَاقِيتِ، بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّهَا لَا تَبْطُلُ بِطُلُوعِ الشَّمْسِ فِيهَا، 557/1، حدیث,1779، دارالکتب العلمیة، بیروت لبنان)

[16] دی گئی عبارت مصنف ابن ابی شیبۃ کی ہے۔اس کے علاوہ الآثار لابی یوسف اور شرح معانی الآثار للطحاوی میں یہ عبارت مختلف الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔

(شرح معانی الآثار، كِتَابُ الصَّلَاةِ، بَابُ الْوَقْتِ الَّذِي يُصَلَّى فِيهِ الْفَجْرُ أَيُّ وَقْتٍ هُوَ؟، 184/1، حدیث1097، عالم الکتب)

(مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الصلوات، ماكان ينور بها ويسفر ولا يرى به بأسا، 284/1، حدیث3256، مكتبة الرشد الرياض)

(الآثار لابی یوسف، بَاب الاذان، 20/1، حدیث98، دار الکتب العلمیة، بیروت)

[17] (شرح معانی الآثار، كِتَابُ الصَّلَاةِ، بَابُ الْوَقْتِ الَّذِي يُصَلَّى فِيهِ الْفَجْرُ أَيُّ وَقْتٍ هُوَ؟، 180/1، حدیث1074، عالم الکتب)

یعنی فرماتے ہیں میں نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرماتے تھے اے قنبر اُوجیالا کرو اُوجیالا کرو۔

معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خوب اُجیالے میں نمازِ فجر پڑھتے تھے جیساکہ أَسْفِرْ دوبار فرمانے سے معلوم ہوتا ہے۔

انکشاف: غیر مقلدین عموماً خوارج کے طریقے اپناتے ہیں بالخصوص ان کے اوقات الصلوٰۃخوارج کی پیروی میں ہیں خوارج کو تو حضرت علی و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ضِد تھی اسی لئے انہوں نے ایسی احادیث کا سہارالیا جن میں ہو تو جائیگی زیادہ ثواب ملے یا نہیں۔خوارج کی تاریخ پڑھ لیں ان کے اوقات الصلوٰۃ اور غیر مقلدین میں کون سا فرق ہے۔

احناف پر فضلِ رب تعالٰی : احناف کے سربراہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فَقاہَت(فقہی علوم پردسترس) کی دولت بخشی کہ آپ کی کوشش ہوتی کہ مسئلہ سے متعلق جملہ احادیث پر عمل ہو اور غیر مقلدین اس دولت سے محروم ہیں اسی لئے وہ مسئلہ کے متعلق کی بعض احادیث کے عمل سے محروم ہوجاتے ہیں مثلاً صبح کی نماز روشنی میں پڑھنا زیادہ اجر، دوسرا جتنا جماعت میں لوگ زیادہ ہوں اتنا نماز باجماعت کا ثواب زیادہ ہو گا اور عام مسلمانوں کو سہولت دینا بھی احادیث پر عمل ہے اور ان تمام پر عمل احناف کو ہے مثلاً اُوجیالے میں نماز پڑھنا زیادتی جماعت کا ذریعہ ہے کیونکہ اکثر مسلمان صبح کو دیر سے اُٹھتے ہیں۔ اگر جلدی بھی اُٹھیں تو اُس وقت استنجاء بعض کو غسل وضو کرنا سنتیں پڑھنا ہوتی ہیں۔ بعض لوگ اُس وقت سنتوں کے بعد استغفار اور کچھ اعمال اذکار کرتے ہیں، اندھیرے میں فجر کی جماعت کرلینے میں بہت سے لوگ جماعت سے یا تکبیر ِ اولیٰ سے رہ جاتے ہیں۔ اُوجیالے میں پڑھنے سے تمام نمازی بخوبی جماعت کی تکبیر ِ اولیٰ میں شرکت کرسکتے ہیں۔ نبی اکرمﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو دراز قرأت سے منع فرمادیا تھا کہ اُن کے مقتدیوں پر بوجھ ہوتی تھی جس چیز سے جماعت کم ہوجائے اُس سے پرہیز کرنا بہتر ہے جو جماعت کی زیادتی کا سبب ہو وہ بہتر ہے اندھیرا جماعت کی کمی کا سبب ہے۔ اسفار جماعت کی زیادتی اور مسلمانوں کی آسانی کا ذریعہ لہٰذا اسفار بہتر ہے نیز اندھیرے میں مسلمانوں کو مسجد میں آنا دشوار ہوگا۔ اُوجیالے میں آسان چنانچہ حضرت عمررضی اللہ عنہ کو جب اندھیرے میں عین نماز کی حالت میں شہید کیا گیا تو صحابہ کرام نے فجر میں بہت اُوجیالا کرنے کا اہتمام کیا جیساکہ طحاوی شریف میں ہے۔

عقلی دلیل نمبر 1: نمازِ فجر کو چند امور میں نمازِ مغرب سے مناسبت ہے مغرب رات کی پہلی نماز ہے،فجر دن کی پہلی نماز۔مغرب کاروبار بندہونے کا وقت ہے۔ فجر کاروبار کھلنے کا وقت، مغرب نیند کا فجر بیداری کا پیش خیمہ ہے ہمیشہ وقتِ فجر وقتِ مغرب کے برابر ہوتاہے یعنی جس زمانہ میں جتنا وقت مغرب کا ہو گا اُتنا ہی فجر کا جب نمازِ فجر نمازِ مغرب کے مناسب ہوئی تو جیسے نمازِ مغرب اُجیالے میں پڑھنا افضل ہے ایسے ہی نمازِ فجر اُوجیالے میں پڑھنا بہتر ہے۔

عقلی دلیل نمبر 2: فجر کا لغوی معنی ہے "روشنی" چنانچہ کہا جاتا ہے طریقِ فجر یعنی کھلا ہوا اور صاف راستہ۔ (المنجد)

اہلِ علم کو بخوبی معلوم ہے کہ لغت کو اصطلاح سے مناسبت ضروری ہے اور قرآن مجید میں اس کا نام قرآن الفجر ہے نہ کہ صلوٰۃ الغلس یعنی روشنی والی نماز نہ کہ اندھیرے والی اسی لئے صبح کی نماز روشنی میں ادا کرنا قرآن کی عین مراد ہے اور اس کی احادیث قولی و فعلی بھی تاکید کرتی ہیں۔ اندھیرے میں نماز پڑھ لی گئی تو مناسبت نہ رہی بلکہ نَقِیض (مخالف) کیونکہ روشنی کی نَقِیض (مخالف) اندھیرا ہے نیز ملائکہ کی حاضری بھی فجر کے نام سے ہے۔

چنانچہ فرمایا: اِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا۔ (پارہ 15، سورۃ بنی اسرائیل، آیت 78)

ترجمہ: بیشک صبح کے قرآن (نماز) میں فرشتے آتے ہیں۔

باب 2

سوالات وجوابات

سوال: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ: يَا عَلِيُّ، ثَلاَثٌ لاَ تُؤَخِّرْهَا: الصَّلاَةُ إِذَا آنَتْ، وَالجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ، وَالأَيِّمُ إِذَا وَجَدْتَ لَهَا كُفْءًا۔ (رواہ الترمذی) [18]

یعنی حضور ﷺ نے اُن سے فرمایا اے علی تین چیزوں میں دیر نہ لگاؤ۔ نماز جب اُس کا وقت ہوجائے، جنازہ جب حاضر ہو، لڑکی کا نکاح جب اُس کے لئے کُفو (برابر کا رشتہ) مل جائے۔

نیز اسی ترمذی میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الوَقْتُ الأَوَّلُ مِنَ الصَّلاَةِ رِضْوَانُ اللّٰهِ، وَالوَقْتُ الآخِرُ عَفْوُ اللَّهِ۔ [19]

یعنی فرماتے ہیں کہ فرمایا حضور ﷺ نے کہ نماز کا اول وقت رب کی رضا و خوشنودی ہے اور نماز کا آخر وقت اللہ تعالیٰ کی معافی ہے۔

---

[18] (سنن الترمذی، أبواب الصلاۃ، باب ما جاء فی الوقت الاول من الفضل، 238/1، حدیث 172، دار الغرب الاسلامی بیروت)

[19] (سنن الترمذی، أبواب الصلاۃ، باب ما جاء فی الوقت الاول من الفضل، 239/1، حدیث 174، دار الغرب الاسلامی بیروت)

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ ہر نماز اول وقت میں پڑھنی چاہیے۔ حنفی لوگ فجر دیر میں پڑھ کر رب تعالیٰ کی رضامندی سے محروم ہیں۔

جواب 1: یہ حدیث خود غیر مقلدوں کے بھی خلاف ہے کیونکہ یہ بھی نمازِ عشاء اور گرمیوں کی ظہر میں تاخیر مستحب و بہتر جانتے ہیں تو یہ بھی خدا کی خوشنودی سے محروم ہوئے جو ان کا جواب ہے وہ ہمارا جواب ہے۔

جواب 2: ان حدیثوں میں اول وقت سے وقت مستحب کا اول مراد ہے نہ کہ مطلق وقت کا اول یعنی جب نماز کا مستحب وقت شروع ہوجائے تب دیر نہ لگاؤ۔ نمازِ فجر میں روشنی ہی اول وقت ہے جیسے نمازِ عشاء کے لئے تہائی رات اول وقت ہے کیونکہ یہی مستحب وقت ہے۔

سوال: مسلم، بخاری اور تمام محدثین نے روایت کی کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہمیشہ نمازِ فجر غلس یعنی اندھیرے میں پڑھتے تھے لہٰذا حنفیوں کا دیر سے فجر پڑھنا سنت کے خلاف ہے۔

جواب1: غلس کے معنی ہیں اندھیرا خواہ وقت کے اعتبار سے اندھیرا ہو یا مسجد کا اندھیرا۔ حضور نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نمازِ فجر روشنی ہی میں پڑھتے تھے لیکن مسجد میں اندھیرا ہوتا تھا کیونکہ اس دور میں مسجدِ نبوی شریف بہت گہری بنی ہوئی تھی۔ چھت میں روشن دان وغیرہ نہ تھے اب بھی اگر مسجدِ نبوی میں روشندان نہ ہوں تواندر بہت اندھیرا رہے اس صورت میں یہ حدیث اُن احادیث کے خلاف نہیں جو ہم پیش کر چکے۔

جواب2: اگر غلس سے صبح کا اندھیرا ہی مراد ہو تو یہ حضورپاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فعل شریف ہے اور قول شریف وہ ہے جو فرمایا کہ أَسۡفِرُوا بِالۡفَجۡرِ یعنی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خود اندھیرے میں بوجہ ضرورت فجر پڑھی مگر ہم کو اُجالے میں پڑھنے کا حکم دیا۔ قاعدہ ہے کہ حدیث قولی و فعلی میں تَعارُض (اختلاف) معلوم ہو تو حدیث قولی کو ترجیح ہوتی ہے کیونکہ فعلی حدیث میں خصوصیت کا احتمال ہے مثلاً حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خود نو بیویاں نکاح میں رکھیں مگر ہم کو چار بیویوں کی اجازت دی۔ ہم حکم پر عمل کرکے صرف چار بیویاں رکھ سکتے ہیں آپ کے فعل پر عمل نہ کریں گے یہ قاعدہ یاد رکھنا چاہیے کہ قول عمل پر راجح (غالب) ہے۔

جواب 3: عام صحابہ کرام اُوجیالے میں فجر پڑھتے تھے۔ حالانکہ اُنہوں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ عمل شریف دیکھا تھا معلوم ہوا کہ حدیث قولی کو ترجیح دے کر اس پر عمل کرتے تھے دوسری حدیث کو لائقِ عمل نہ سمجھتے تھے۔

جواب 4: نمازِ فجر کا اندھیرے میں ہونا قیاسِ شرعی کے خلاف ہے۔اُجالے میں ہونا قیاس کے مطابق لہٰذا اوجیالے والی حدیث کو ترجیح ہوگی کیونکہ جب احادیث(اختلاف) میں تعارض ہو تو اُس حدیث کو ترجیح ہوتی ہے جو مطابقِ قیاس ہو مثلاً ایک حدیث میں ہے:

الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتْهُ النَّارُ۔ [20]

یعنی آگ کی پکی چیز کھانے سے وضو واجب ہوجاتاہے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے کھانا کھایا نماز پڑھ لی وضو نہ کیا پہلی حدیث خلافِ قیاس ہے دوسری کے مطابق قیاس لہٰذا دوسری حدیث کو ترجیح ہوئی۔ پہلی حدیث کی تاویل کی گئی کہ وہاں وضو سے مراد کھانا کھا کر ہاتھ دھونا کلی کرنا ہے ایسے ہی یہاں تاویل کی جائے کہ غلس سے مراد مسجد کا اندھیرا ہے نہ کہ وقت کا۔بہرحال ترجیح روشنی کی حدیث کو ہے۔

چیلنج : کوئی وہابی صاحب ایسی مرفوع حدیث پیش کرے جس میں فجر اندھیرے میں پڑھنے کا حکم دیا گیا ہو جیسے ہم نے اُوجیالے میں فجر پڑھنے کی ایک دو نہیں بہت احادیث پیش کردیں جن میں اس کا حکم دیا گیا ہے کہ نماز اُوجیالے میں پڑھو اور وہ بھی بخاری و دیگر صحاحِ ستہ سے جن کے لئے وہ ہر مسئلہ میں کہتے ہیں بخاری دکھاؤ وغیرہ۔

جواب5: اندھیرے کی تمام احادیث بیانِ جواز کے لئے ہیں اور اُجیالے کی تمام احادیث بیانِ استحباب کے لئے لہٰذا دونوں حدیثیں موافق ہیں مخالف نہیں یعنی اندھیرے میں فجر پڑھنا جائز ہے کیونکہ حضور ﷺ نے اس کا حکم دیا اور جائز اس لئے کے ضرورت پڑجاتی ہے جیسے سفر پر جانا ہے یا گاڑی وغیرہ کا وقت آجاتاہے وغیرہ وغیرہ اور استحباب دائمی عمل ہے۔ الحمد للہ ہم احناف کو حضور ﷺ کا دائمی عمل نصیب ہے اور وہابی غیر مقلدین ضرورت پر گزارا کررہے ہیں۔

سوال: عَنْ عَاءِشَةَ، قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ، فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ، مَايُعْرَفْنَ مِنَ الغَلَسِ۔ (رواہ البخاری) [21]

یعنی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نمازِ صبح سے ایسے وقت فارغ ہوتے تھے کہ عورتیں اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی مسجد سے واپس ہوتیں اور اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہ جاتی تھیں۔

معلوم ہوا کہ نمازِ فجر اتنی جلدی شروع کرنا سنت ہے کہ جب ساٹھ یا سو آیتیں پڑھ کر نماز سے فارغ ہو تو کوئی نمازی اندھیرے کی وجہ سے پہچانا نہ جاسکے۔ حنفی اتنا اُوجیالا کرکے فجر پڑھتے ہیں کہ شروع نماز کے وقت ہی لوگ پہچانے جاتے ہیں اُن کا یہ عمل سنت کے خلاف ہے۔

---

20) یہ حدیث متن کی تمام معتبر کتب میں مختلف الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔

21) (صحیح البخاری،کتاب الأذان، باب خروج النساء الی المساجد باللیل والغلس،1/173، حدیث867،دار طوق النجاۃ)

جواب : اس کے جوابات گزر چکے کہ یاتو یہ مسجد کا اندھیرا ہوتا تھا نہ کہ وقت کا یا اس عمل شریف پر حضورﷺ کے فرمان اور حکم کو ترجیح ہے وغیرہ۔ہاں یہ بھی ہوسکتاہے وہ یہ کہ حضورﷺ کے زمانہ اقدس میں عورتوں کو جماعت نماز میں حاضری کا حکم تھا اُن کے لحاظ سے نمازِ فجر جلدی پڑھی جاتی تھی کہ وہ بیویاں پردہ سے گھر چلی جائیں پھر عہدِ فاروقی میں عورتوں کو مسجد سے روک دیا گیا تو یہ رعایت بھی ختم ہوگئی۔عورتوں کو کیوں روکا گیا اس کی وجہ اور تشریح فقیر کی "شرح البخاری" میں پڑھیئے۔

سوال: ترمذی نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی:

قَالَتْ: مَا صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلاَةً لِوَقْتِهَا الآخِرِ مَرَّتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ اللَّهُ۔ [22]

یعنی فرماتی ہیں کہ حضوراکرمﷺ نے دو دفعہ بھی کوئی نماز آخر وقت میں نہ پڑھی یہاں تک کہ رب نے آپ کو وفات دی۔

اس سے معلوم ہوا کہ تمام نمازیں خصوصاً نمازِ فجر اول وقت پڑھنا حضورﷺ کی دائمی سنت ہے یہ حکم مسنوخ نہ ہوا۔حضوراکرمﷺ نے آخر حیات شریف تک اس پر عمل کیا افسوس کہ حنفی ایسی دائمی سنت سے محروم ہیں جو حضورﷺ نے ہمیشہ کی۔

جواب 1: یہ حدیث صحیح بھی نہیں اور اس کی اسناد متصل بھی نہیں کیونکہ اس حدیث کو اسحاق ابن عمر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا اور اسحاق ابن عمر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کبھی ملاقات نہ کی لہٰذا درمیان میں راوی رہ گیا ہے۔اس لئے امام ترمذی نے اس حدیث کے ساتھ فرمایا، قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ۔ [23]

یعنی ابوعیسیٰ نے فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے اور اس کی اسناد متصل نہیں۔

اس کے حاشیہ میں ہے، لانه لم يثبت ملاقاة اسحق مع عائشة۔ (رضی اللہ عنہا)

یعنی کیونکہ اسحاق کی ملاقات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت نہ ہوئی۔

لہٰذا یہ حدیث قابلِ عمل نہیں افسوس ہے کہ وہابی ہم سے تو بالکل صحیح اور مرفوع حدیث کا مطالبہ کیا کرتے ہیں اور خود ایسی ضعیف اور ناقابلِ عمل حدیثیں پیش کردینے میں تامل نہیں کرتے۔

---

[22] (سنن الترمذی، أبواب الصلاۃ، باب ما جاء في الوقت الاول من الفضل، 241/1، حدیث174، دار الغرب الاسلامی بیروت)

[23] (سنن الترمذی، أبواب الصلاۃ، باب ما جاء في الوقت الاول من الفضل، 241/1، حدیث174، دار الغرب الاسلامی بیروت)

جواب 2: یہ حدیث بہت احادیث کے خلاف ہے کیونکہ حضور ﷺ نے بہت دفعہ نمازیں آخر وقت میں پڑھی ہیں۔ جب حضرت جبریل نماز کے اوقات عرض کرنے آئے تو انہوں نے دو دن حضور ﷺ کو نمازیں پڑھائیں پہلے دن تمام نمازیں اول وقت میں دوسرے دن آخر وقت میں۔

ایک دفعہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے نماز کے اوقات پوچھے تو آپ ﷺ نے اُسے دو دن اپنے پاس ٹھہرایا۔ ایک دن نمازیں اول وقت میں پڑھائیں دوسرے دن آخر وقت۔ [24]

تعریس کی رات [25]میں حضور ﷺ نے فجر کی نماز قضاء پڑھی۔غزوۂ خندق میں حضور ﷺ نے کئی نمازیں قضاء کرکے پڑھیں۔ عام طور پر سفر میں حضور ﷺ نمازِ ظہر آخر وقت اور عصر اوّل وقت پڑھتے تھے۔ایسے ہی مغرب آخر وقت عشاء اوّل وقت میں پڑھتے تھے۔[26] ایک دفعہ حضوراکرم ﷺ نمازِ فجر کے لئے بالکل آخر وقت تشریف لائے اور بہت جلد فجر پڑھائی بعد میں فرمایا کہ آج ہم ایک خواب دیکھ رہے تھے کہ رب تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت ہمارے سینہ اقدس پر رکھا۔(مشکوٰۃ باب المساجد) [27]

غرضیکہ حضور ﷺ نے بارہا نمازیں آخر وقت میں پڑھیں اور اس حدیث میں ہے کہ آپ نے کوئی نماز آخر وقت میں دوبار بھی نہ پڑھی لہٰذا یہ روایت ناقابلِ عمل ہے۔

الزامی جواب: یہ حدیث تمہارے بھی خلاف ہے پھر تم نمازِ عشاء آخر وقت یعنی تہائی رات گئے پڑھنا مستحب کیوں کہتے ہو اور گرمیوں میں ظہر آخر وقت میں مستحب کیوں بتاتے ہو جو جواب تمہارا ہے وہی جواب ہمارا۔

سوال: تم نے جو حدیث پیش کی تھی کہ فجر کو اُجالے میں پڑھو اُس میں اُجالے سے مراد صبح صادق کی وہ روشنی ہے جس سے وقتِ فجر آجانا یقینی ہو جائے اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نمازِ فجر شک کی حالت میں نہ پڑھو بلکہ یقین ہوجائے کہ وقت ہوگیا تب پڑھو وہاں اسفار سے وہ روشنی مراد نہیں جو حنفیوں نے سمجھی یعنی خوب اجالا ۔بہت سے محدثین نے اس کا یہ ہی مطلب بیان کیا۔

جواب: غیر مقلدین کا ایسا کہنا غلط اور ان کی سمجھنے کی کمی ہے کیونکہ اتنا اجالا کرنا تو فرض ہے شک کی حالت میں نمازِ فجر پڑھنا جائز ہی نہیں اور یہاں فرمایا گیا کہ اس اُجالے کا ثواب زیادہ ہے یعنی یہ اجالا مستحب ہے نہ کہ فرض۔لہٰذا اس اُجالے سے مراد وہی

---

[24] (مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب المواقيت، الفصل الاول، 184/1، حديث582-2، دار ارقم)

[25] جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خیبر سے لوٹے تورات بھر چلتے رہے جب آپ ﷺ کو نیند آنے لگی توٹھہر کر آرام فرمایا۔اس رات کو تعریس کی رات کہتے ہیں۔

[26] یہ حدیث شریف مسند امام احمد بن حنبل، مصنف ابن ابی شیبۃ، شرح معانی الآثار الطحاوی میں بھی موجود ہے مگر شرح معانی الآثار میں حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نہیں ہے۔ جبکہ مصنف ابن ابی شیبۃ اور مسند امام احمد بن حنبل مین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ روایت موجود ہے۔

(مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب المسجد والمواضع الصلاة، الفصل الثالث، 149/1، حديث748-4، دار ارقم)

[27] (مسند الإمام أحمد، باقي مسند الانصار، حديث السيدة عائشة رضي الله عنها، 135/6، حديث24518، دار احياء التراث العربي، بيروت)

روشنی صبح ہے جس میں فجر پڑھنا مستحب ہے اور جو ہم نے معنی کئے وہ ہی درست ہے۔حدیث سمجھنے کے لئے تَفَقُّہ (فقہ کا علم) ضروری ہے اور ان کے تَفَقُّہ (فقہ کا علم)کا حال پتلا ہے، اپنی من مانی بات احادیث کا مطلب بیان کرتے ہیں خواہ دنیا بھر کے محدثین اس کے خلاف ہوں۔مذکورہ بالا معنی جو غیر مقلدین نے بیان کیاہے محدثین میں سے کسی نے نہیں بیان کیا اور ان کے مجتہدین ہوتے بھی ایسے ہیں ان کے ایک صاحب استنجا کرنے کے بعد نمازِ وتر پڑھا کرتے تھے۔کسی صاحب نے اس کی وجہ دریافت کی تو کہنے لگے حدیث پر عمل کرتاہوں۔

حدیث میں آتاہے:وَمَنِ اسْتَنْجَىٰ، فَلْيُوْتِرْ۔ [28]

یعنی جواستنجا کرے چاہیے کہ وتر کرے۔

اس حدیث پاک کا مطلب تو یہ ہے کہ جو استنجا کرے وہ وتر یعنی عددِ طاق کو ملحوظ رکھے یعنی تین یا پانچ مرتبہ کرے۔ مگر اس نے یہ سمجھ لیا کہ جو استنجا کرے وہ وتر پڑھے اس جیسے ان کے کئی واقعات ہیں چند ایک فقیر نے "ہدیۃ السالکین" میں عرض کئے ہیں۔

یہاں چند قواعد عرض کردوں تاکہ مسلکِ حق حنفی کی تائید اور غیر مقلدین کی تردید ہو۔

خاتمہ قواعد

(1) اندھیرے میں یعنی صبح صادق کے بعد فوراً نمازِ فجر کی نماز پڑھنا جائز ہے اور بعض صحابہ کا مذہب بھی ہے لیکن زیادہ ثواب اور بہت بڑی فضیلت فجر کی نماز صبح صادق سے بہت دیر بعد پڑھنے میں ہے یہاں تک کہ سورج نکلنے میں باقی پندرہ بیس منٹ رہ جائیں چنانچہ حدیث شریف میں أَعْظَمُ لِلأَجْرِ [29] کا لفظ ہے اور أَعْظَمُ افعل التفضیل کا صیغہ ہے جیسے اپنے بالمقابل دوسرے فعل سے افضلیت لازمی امر ہے اور یہی ہم (حنفی) کہتے ہیں اگرچہ بوقتِ ضرورت اندھیرے میں فجر کی نماز ادا کرلینے میں حرج نہیں لیکن ثواب اور فضیلت اسی میں ہے کہ صبح کی نماز کھلی روشنی میں ادا کرنی چاہیے۔

---

[28] (مسند امام احمد بن حنبل، مسند المكثرين من الصحابة ، مسند أبي هريرة رضى الله عنه،419/16، حديث٨١٧٠، مؤسسة الرسالة)

[29] (سنن الترمذی، أَبْوَابُ الصَّلاَةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،بَابُ مَا جَاءَ فِي الإِسْفَارِ بِالفَجْرِ، 223/1، حديث154، دار الغرب الاسلامی بیروت)

(2) صبح کی نمازاندھیرے میں ادا کرنا ابتدائے اسلام میں تھا بعد میں نبی اکرمﷺ نے اسے روشنی میں ادا کرنے کا حکم صادر فرمایا جیسا کہ اصولِ حدیث کا قانون ہے کہ جس عمل کے لئے حضور تاجدارِ انبیاء ﷺ لفظ امر سے حکم صادر فرمائیں وہ ابتدائے اسلام کے احکام کو ختم کردیتا ہے چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھی یہی عادت تھی کہ وہ ہراس امر پر عمل فرماتے جو ارشاداتِ نبوی ﷺ سے سب سے پچھلا عمل ہو چنانچہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنی **صحیح مسلم، باب جواز الصوم والفطر فی شهر رمضان** میں فرماتے ہیں، **عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: وَكَانَ صَحَابَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّبِعُونَ الْأَحْدَثَ فَالْأَحْدَثَ مِنْ أَمْرِهِ۔** [30]

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضورﷺ کے ارشاداتِ گرامی میں سے سب سے پچھلے حکم پر عمل فرماتے یعنی اس کو دائمی اَمَر سمجھ کر حکمِ شرعی سمجھتے۔

اور ہم کچھ نقول عرض کرآئے ہیں اور کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فجر کی نماز پوری روشنی پھیل جانے کے بعدادا فرماتے۔

(3) فجر کی نماز **اسفار** میں ادا کرنے کی حدیث متفق علیہ ہے جسے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے بخلاف **تغلیس** کی احادیث کہ ان میں کوئی حدیث متفق علیہ نہیں۔

(4) **اسفار** کی حدیث صحیح کے ساتھ صریح الفاظ **اسفار** کے ملتے ہیں اور اس میں حضورﷺ کا اَمَر بھی ہے جسے قولی حدیث کہا جاتاہے جسے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے بخلافِ **تغلیس** میں کہ اس میں حضورﷺ نے حکم نہیں فرمایا کہ صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھو صرف آپ کے بعض اوقات معمولات میں یہ عمل ملتاہے اور بسااوقات معمولات بوجہ ضروریات کے ہوتے ہیں اور اصول ِحدیث کا کلیہ ضابطہ ہے کہ جہاں قولی اور فعلی حدیث میں تَعارُض(اختلاف) ہو تو اس وقت ترجیح قولی حدیث کو دی جائے چنانچہ امام نووی **شرح مسلم، باب تحریم نکاح المحرم وکراهة خطبته** میں لکھتے ہیں:

وَالثَّالِثُ أَنَّهُ تَعَارَضَ الْقَوْلُ وَالْفِعْلُ وَالصَّحِيْحُ حِيْنَءِذٍ عند الأصوليين ترجيح القول۔ [31]

یعنی حضوراکرمﷺ کے قول و فعل میں تَعارُض(اختلاف) ہو تو اس وقت قول کو ترجیح دی جائے۔

(5) صبح کی نماز **اسفار** (روشنی)میں ادا کرنا اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تھا بلکہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کا اس مسئلے میں بہت زیادہ اتفاق ہے چنانچہ سیدنا امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **قَالَ: مَا أَجْمَعَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ**

---

[30] (صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب جواز الصوم والفطر فی شهر رمضان الخ، 784/2، حدیث1113، دار احیاء التراث العربی بیروت)

[31] (عمدة القاری شرح صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب تحریم نکاح المحرم وکراهة خطبته، 194/9، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَيْءٍ مَا أَجْمَعُوا عَلَى التَّنْوِيْرِ بِالْفَجْرِ رواہ ابو بکر بن ابی شیبہ فی مصنفہ وابو حنیفہ فی مسندہ۔[32]

یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی اَمر میں اتنا متفق نہیں ہوئے جتنا فجر کی نماز کے متعلق اسفار (روشنی) کرنے میں ادا کرنے پر متفق ہوئے۔

روایت مذکورہ کو مذکور دو بڑے اماموں کے علاوہ امام طحاوی نے اپنی کتاب معانی الآثار میں صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا اور شیخ امام ابن الہمام فتح القدیر میں اور ملا علی قاری نے شرح موطا امام محمد میں اور امام حلبی نے کبیری میں اسے روایت کرکے لکھا، هذا اسناد صحيح۔ [33]

یعنی یہ اسناد صحیح ہیں۔

فائدہ: حضرت شیخ سلام اللہ بن شیخ الاسلام بخاری دہلوی المحلی شرح موطا امام مالک میں فرماتے ہیں:

وبه قال ابو حنيفه واصحابه وهى روايته عن احمد وهى لما شهد له عمل اكثر الصحابه بالاسفار۔

یعنی اس روایت کو سیدنا امام ابو حنیفہ اور ان کے متبعین نے لیا ہے اور یہ امام احمد کی بھی روایت ہے اور اسی روایت کو شہادت کے طور پر پیش کیا جاتاہے کہ حضور سیدِعالم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل صبح کی نماز میں یہ تھا کہ روشنی پورے طور پر چھا جاتی پھر وہ صبح کی نماز ادا فرماتے۔

مزید قواعد رسالہ "الفوائد فی القواعد" میں پڑھئے۔

هذا آخر ما رقمه قلم

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

---

[32] (مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الصلوات، ما کان ینور بها ویسفر ولا یری به بأسا، 284/1، حدیث3256، مکتبة الرشد الریاض)

[33] (شرح معانی الآثار، کِتَابُ الصَّلَاةِ، بَابُ الْوَقْتِ الَّذِي يُصَلَّى فِيْهِ الْفَجْرُ أَيُّ وَقْتٍ هُوَ؟، 184/1، حدیث1097، عالم الکتب)

(فتح القدیر للکمال ابن الهمام، کِتَابُ الصَّلَاةِ، باب المواقیت، فصل یستحب الاسفار بالفجر، 225/1، دار الفکر، بیروت)

(التعلیق الممجد علی موطا محمد، أبواب الصلاة، باب وقوت الصلاة، 162/1، دار القلم، دمشق)

(الآثار لابی یوسف، بَاب الاذان، 20/1، حدیث98، دار الکتب العلمیة، بیروت)

اس کے علاوہ یہ حدیث فتح الباری، شرح اَبی داود للعینی، عمدة القاری شرح صحیح البخاری ودیگر مشہور فقہ کی کتب میں بھی موجود ہے۔

بہاولپور۔پاکستان

14 محرم الحرام 1421ہجری